نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

احمد غلام قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۸ — جلد ۱۳ — مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۵ء یوم پنجشنبہ مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت کمزوری عام کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعاؤں میں خصوصیت سے توجہ کریں۔

ہفتہ مختتمہ ۲۶ ستمبر میں حسب ذیل مہمان تشریف لائے: عبد الرحمن صاحب شاہجہانپور۔ چودھری عبد العزیز صاحب ... الٰہی بخش صاحب ... ڈیرہ غازیخان۔ محمد شفیع صاحب ... ضلع منظفر گڑھ ... ضلع سیالکوٹ۔ محمد عبد السعید صاحب ... پنشنر سیالکوٹ۔ شیخ بشیر احمد صاحب وکیل ... لاہور۔ احمد جان صاحب ... ضلع سرگودھا ... چراغ الدین صاحب ...

"سٹار" کے خلاف احمدی مبلغ کی سعی کا ذکر ہندوستان کے مسلمان اخبارات میں

(۱)

مولانا محمد علی صاحب کا اخبار ہمدرد (۱۵ ستمبر) اخبار "سٹار" کی شرمناک حرکت کے خلاف ایک طویل مضمون لکھتا ہوا جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے کا ذکر بالفاظ ذیل کرتا ہے:

"انجمن جماعت احمدیہ لنڈن نے ملک معظم کے ہوم سیکرٹری کی توجہ اس کارٹون کی جانب منعطف کی ہے۔ اور درخواست کی ہے کہ اخبار مذکور کی اس مذموم اور خلاف انسانیت حرکت کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں جلد کی جائے۔ انجمن مذکور نے اپنی عرضداشت میں یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامی میں اس کارٹون کے پہنچنے پر نفرت و غصہ کا ایک طوفان برپا ہو جائیگا۔"

(۲)

یو۔پی کا معزز معاصر "ہمدم" (۱۷ ستمبر) ایک ایڈیٹوریل نوٹ میں اصل واقعہ کا ذکر کرتا ہوا رقمطراز ہے:

"ہمیں یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا ہے۔ کہ احمدیہ مشن انگلستان کے مہتمم اور احمدیہ مسجد لنڈن کے پیش امام مسٹر اے۔ آر۔ درد ایم اے نے اخبار "سٹار" کی اس گستاخی پر بذریعہ ایک عرضداشت کے ہوم سیکرٹری کو توجہ دلائی ہے۔ اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کی ضرورت جتائی ہے۔"

(۳)

اخبار "زمیندار" (۱۹ ستمبر) اخبار "سٹار" کے خلاف ایک پرزور مضمون لکھتا ہے:

"مسلمانوں کو مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے امام مسجد احمدیہ کا شکر گذار ہونا چاہئیے کہ انہوں نے فی الفور اس شرمناک کارٹون کے خلاف نہایت شدت کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کی اور حکومت برطانیہ کے ہوم سیکرٹری کے نام ایک پرزور مراسلہ لکھا جس میں ان جذبات غیظ و غضب کی پوری ترجمانی کی۔ جو اس کارٹون سے مسلمانان عالم کے دلوں میں قیامت برپا کر رہے ہیں۔"

(۴)

معاصر "ریاست" (۲۳ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"ہمیں یہ معلوم کرکے اطمینان ہوا ہے۔ کہ احمدیہ مشن انگلستان کے مہتمم اور احمدیہ مسجد لنڈن کے امام مسٹر اے۔ آر۔ درد۔ ایم۔ اے نے اخبار اسٹار کی اس گستاخی پر بذریعہ ایک عرضداشت کے ہوم سیکرٹری کو توجہ دلائی ہے۔ اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کی ضرورت جتائی ہے۔ ہم اپنے معاصر کی پرزور تائید کرتے ہیں"۔

جماعت احمدیہ فریدکوٹ کا جلسہ

۱۴ ستمبر شب کو ۸-۲۵ بجے جناب حافظ روشن علی صاحب نے صداقت اسلام پر تقریر فرمائی۔ فریدکوٹ کی پبلک جوق در جوق سننے کے لئے آئی۔ اکثر لوگوں کو بوجہ جگہ نہ ہونے کے کھڑا رہنا پڑا۔ تقریر مکمل دو گھنٹہ تک ہوئی۔ خاص خاص موقعوں پر سبحان اللہ خود بخود ان کی زبان سے جاری ہوکر گونج پیدا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ سخت مخالفین بھی نعرہ تکبیر کہنے سے نہ رُکے۔

جناب حافظ صاحب نے اخیر پر پنڈت دھرم بھکشو صاحب کے تمام اعتراضات کے جو اس نے اپنی کسی گذشتہ تقریر میں کئے تھے جواب دیئے۔ اور اسلام کی صداقت پر زبردست دلائل پیش کئے۔ اور بوجہ رات زیادہ گذرنے کے بقیہ حصہ کو دوسرے دن کے لئے ملتوی کردیا گیا۔ دوسرے دن آپ نے بقیہ تقریر فرمائی۔

آریہ سماج نے پہلی رات کے لیکچر سے چڑکر اور اپنی مستند کتاب کے حوالے سن کر کہا۔ کہ مناظرہ فیروزپور کرلو۔ یا ریاست سے اجازت لے لو۔ جواباً لکھ دیا گیا۔ کہ فیروزپور اس سے قبل مناظرہ ہوچکا ہے۔ مزید شوق ہے۔ تو سیکرٹری انجمن احمدیہ سے فیصلہ کرلو۔ یہاں کرنا ہو۔ تو حکام سے خود اجازت لو۔ ہم حاضر ہیں۔ یہ اعلان کرنے کے بعد جناب حافظ صاحب نے اپنی تقریر میں آریوں کے تناسخ۔ وید۔ نیوگ وغیرہ کی تردید کے بعد اسلام کی فضیلت اظہر من الشمس کرکے رکھ دی۔ جلسہ نعرہ تکبیروں کے ساتھ جو غیر احمدیوں کی طرف سے بلند کیا گیا ختم ہوا۔ الحمدللہ۔

انتظام بہت عمدہ تھا۔ حاضرین کی تعداد بہت اچھی تھی۔ غیر احمدی اپنی خدمات انتظام کے لئے خود پیش کررہے تھے۔ گذشتہ ایام میں پنڈت دھرم بھکشو نے اسلام کے بے جا حملے کرکے مسلمانوں کی بہت دل آزاری کی تھی۔ اور غیر احمدی مولوی جواب دینے سے قاصر رہے تھے۔ اسی وجہ سے جناب حافظ صاحب کی تقریر نے غیر احمدیوں کو ایسا مسخر کرلیا۔ کہ دین کا منور چہرہ ان کے سامنے آگیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت عطا فرماوے۔ آمین۔

(خاکسار احمد جان عفی عنہ سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ ضلع فیروزپور و علاقہ مشمولہ)

جماعت احمدیہ سنور کا جلسہ

بعد از نماز عشاء ۶ ستمبر تھمبوال میں ۹ بجے رات کے صداقت اسلام پر جناب حافظ روشن علی صاحب نے تقریر فرمائی۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ کثرت کے ساتھ غیر احمدی احباب شامل ہوئے جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ۱۲ بجے ختم ہوا۔ حضرت حافظ صاحب کی تقریر نہایت فصاحت و بلاغت سے پر تھی جس میں نہایت خوبی سے صداقت اسلام ثابت فرمائی گئی۔ اور حضرت مسیح موعود کے وجود کو با احسن وجہ پیش کیا گیا۔ اس تقریر کے بعد کچھ سوال و جواب ہوئے۔

قدرت اللہ احمدی۔ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سنور

جماعت احمدیہ منٹگمری کا جلسہ

۱۴ ستمبر بوقت ۴½ بجے بصدارت جناب چوہدری محمد شریف صاحب احمدی وکیل۔ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے "اسلام عالمگیر مذہب ہے" پر قریباً ۲ گھنٹے لیکچر دیا۔ لوگوں نے مولوی صاحب موصوف کی تقریر بہت پسند کی۔

دوسرا اجلاس ۸½ سے ۱۰½ تک تھا۔ مولوی اللہ دتا صاحب کی تقریر کا اس قدر اثر ہوا۔ کہ دوسرے اجلاس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ امیر و غریب کثرت سے جلسہ گاہ میں تشریف لائے ٹھیک ۸½ بجے مولوی قمرالدین صاحب مولوی فاضل نے ختم نبوت پر لیکچر دیا۔ تمام مجمع نے بڑے اطمینان سے لیکچر سنا۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں پر بہت گہرا اثر ہوا۔ بعد تقریر کے سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔

اس پر مولوی عبدالجلیل صاحب نے صرف اتنا کہا۔ کہ مولوی قمرالدین صاحب نے اپنے لیکچر میں بہت سی غلط بیانیاں کی ہیں۔ اور اگر مولوی صاحب مجھے حوالاجات لکھوا دیں۔ تو میں ان لوگوں کو جو ختم نبوت کا مسئلہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ کسی علیحدہ مجلس میں سمجھا سکتا ہوں۔ چونکہ لوگوں پر گہرا اثر پڑ چکا تھا۔ اس لئے پبلک نے بآواز بلند کہا۔ کہ مولوی صاحب اگر آپ نے ہماری رہنمائی کرنی ہے۔ تو اس وقت کریں۔ مگر مولوی صاحب اور ان کے ہمراہیوں نے صرف یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ قادیانی مولوی ہر وقت طیار رہتے ہیں ہماری طیاری نہیں اور وقت کم ہے۔

دوسرے دن لیکچر صداقت مسیح موعود پر تھا۔ لوگوں نے تمام لیکچر نہایت توجہ سے سنا۔ بعد اختتام اعتراض کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اور چند ایک اشخاص نے تحریری اعتراضات لکھکر دیئے جن کا جواب ۸½ کے لیکچر میں دیا گیا۔

ہم سید صادق علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس کے شکر گذار ہیں۔ جنہوں نے شروع جلسہ سے لے کر تا اختتام پوری توجہ اور تن دہی سے انتظام کیا۔ اور کسی طرح نقض امن نہ ہونے دیا۔

خاکسار محمد کریم احمدی سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ۔ منٹگمری

فیض اللہ چک میں جلسہ

۲۴ و ۲۵ ستمبر (جمعرات و جمعہ) موضع فیض اللہ چک میں احمدیہ جلسہ ہوا۔ موضع وزیر چک۔ میل چک۔ تھہ غلام نبی۔ سیکھوال۔ تتلے۔ تلونڈی جھنگلاں دیال گڑھ۔ ڈیری والہ اور دانے والی وغیرہ سے احمدی احباب شریک جلسہ ہوئے۔ صبح کے وقت عام طور پر حاضرین کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہوتی تھی اور پچھلے پہر ۳۰۰۔

قادیان سے میر محمد اسحٰق صاحب۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال۔ لیاں اللہ دین صاحب فلاسفر اور محمد حسین صاحب مبلغ تشریف لے گئے تھے جنہوں نے اپنی تقریروں اور بیش قیمت خیالات سے لوگوں کو مستفید کیا ان کے علاوہ بعض مقامی دوستوں نے بھی تقریریں کیں۔

اس قسم کے جلسوں کے فوائد میں سے ایک فائدہ ان دیہاتوں کے رہنے والے احمدیوں کا آپس میں تعارف بھی ہے۔ اب ان دوستوں میں اللہ کے فضل سے بیداری کی روح پیدا ہورہی ہے۔

انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ جمعرات و جمعہ کو موضع بھیرو چیچی میں اسی قسم کا جلسہ ہوگا۔ ان مواضعات کے رہنے والوں کے سوا جو اس گروپ میں ہیں۔ دوسرے دیہاتوں کے احباب بھی اگر ہوسکے۔ تو اس قسم کے جلسوں میں شریک ہونے کی کوشش کیا کریں۔

ریویو

احمدی حمایل مترجم

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ منشی فخرالدین صاحب مہتمم احمدیہ کتاب گھر نے باردیگر احمدی حمائل مترجم شائع کی ہے۔ جو بلحاظ نقش ثانی بہتر کشد ز اول کے اصل کے ماتحت پہلے کی نسبت کئی زیادہ خصوصیات اور خوبیاں رکھتی ہے سائز پہلے کی نسبت کسی قدر چھوٹا کردیا گیا ہے۔ تاکہ جیبی حمائل کا کام دے سکے۔ لکھائی اور چھپائی میں بھی ممکن احتیاط اور کوشش کی گئی ہے۔ ترجمہ جناب حافظ روشن علی صاحب کی زیر نگرانی تحت اللفظ لکھا گیا ہے۔ اور ہر طرح عام فہم اور آسان بنایا گیا ہے۔ اور حاشیہ پر کہیں کہیں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ تفسیری نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سی ضروری باتیں جمع کرکے ابتدا میں علیحدہ لگادی گئی ہیں۔ مثلاً احکام الٰہی نشان کردہ حضرت مسیح موعود۔ تفسیر القرآن کے صحیح معیار فرمودہ حضرت مسیح موعود۔ اہم اسلامی مسائل کے متعلق آیات قرآنی کے حوالجات

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - یکم اکتوبر ۱۹۲۵ء

علی برادران جمعیۃ الاقوام کی چوکھٹ پر

جب کابل کے اس وحشیانہ فعل کے متعلق جو ہمیشہ کے لئے انسانیت اور شرافت پر بدنما داغ بنا رہے گا۔ امام جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا کی تمام مسلم اور غیر مسلم حکومتوں کے علاوہ جمعیۃ الاقوام کو بھی اس کی توجہ دلائی گئی۔ کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے کام لے کر کابل کو بے گناہ انسانوں کی سنگساری کے شرمناک فعل پر ملامت کرے۔ تا وہ آئندہ ایسے انسانیت کش فعل سے بچ جائے۔ تو اس پر نہ صرف مولوی ظفر علی صاحب کے سے بے اصولے اور بے بنیادی کے بدھنے نے جماعت احمدیہ کے خلاف بہت برا بھلا کہا۔ بلکہ علی برادران نے بھی جن میں سے برادر بزرگ تو احمدیوں کے قتل کے جواز یا عدم جواز کا کوئی تصفیہ نہ فرما سکے تھے۔ اور برادر خورد بڑے زور کے ساتھ اس کے خلاف خامہ فرسائی فرما چکے تھے۔ سخت ناپسندیدگی بلکہ ناراضگی کا اظہار کیا۔

اس وقت جماعت احمدیہ کے خلاف بڑے زور شور کے ساتھ کہا گیا کہ غیر مسلموں سے اور ان غیر مسلموں سے جنہوں نے اسلامی حکومتوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ جو مقامات مقدسہ کی توہین کا باعث بن چکے ہیں۔ جو عراق و عرب پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ جو مسلمانوں کی تباہی میں ہر وقت لگے رہتے ہیں کسی قسم کی امداد طلب کرنا حد درجہ کی بے غیرتی اور بے حمیتی ہے اور کوئی باغیرت مسلمان کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ ان حکومتوں سے کسی قسم کی درخواست کرے۔ لیکن خدا کی شان وہی لوگ جو جماعت احمدیہ پر یہ اعتراض کرنے میں سب سے پیش پیش تھے۔ وہ خود ہی انگریزوں اور اب جمعیۃ الاقوام کی دہلیز پر ناک رگڑنے اور اس سے امداد کی درخواستیں کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

ابھی کل کی بات ہے۔ جب حاجیوں کو ساحل حجاز پر اترنے میں خطرہ پیدا ہوا۔ تو مولانا شوکت علی کی تحریک پر ہندوستان کے تمام طول و عرض میں جلسے کر کے گورنمنٹ انگریزی سے التجائیں کی گئیں۔ کہ امیر علی کی دست برد سے حاجیوں کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ اور انہیں بسلامت ساحل پر اتارا جائے۔ چنانچہ اسی چیخ و پکار پر ایک انگریزی جنگی جہاز بندرگاہ رابغ پر پہنچ گیا۔ جس کے سائے میں ہندوستانی حاجیوں کو جہازوں سے اترنا نصیب ہوا ؛

اس موقعہ پر اس بات کی قطعاً کوئی پروا نہ کی گئی۔ کہ ایک مسلمان حکمران (امیر علی) کے خلاف انگریزوں سے ایک مذہبی معاملہ میں مداخلت کی کیوں درخواست کی جا رہی ہے؟ اور اس طرح وہ خود اس اعتراض کے نیچے آ گئے۔ جو کابل کے وحشیانہ فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے اور یورپین حکومتوں کو توجہ دلانے کے متعلق ہم پر کرتے تھے۔ حالانکہ ہم مظلوم تھے۔ اور ہمارے مقابلہ میں ایک ایسی حکومت تھی۔ جو وحشت اور جہالت میں سر تا پا غرق تھی۔ ہم تو اس کے ظالمانہ اور جفا کارانہ افعال کے خلاف جو کئی بے گناہ انسانوں کی دردناک ہلاکت کا باعث بن چکے تھے جمعیۃ الاقوام کو توجہ دلائی تھی۔ تا کہ کابل جسے خدا کا خوف معصوموں کی جان لینے سے باز نہیں رکھ سکا۔ اسے شائد دنیا کی لعنت و ملامت ہی روک سکے۔ لیکن امیر علی نے کسی ہندوستانی حاجی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ بلکہ وہ خود ایک مجبور کی حالت میں تھا۔ کیونکہ نجدیوں نے اس پر حملہ آور ہو کر اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ایسی حالت میں اس کے خلاف گورنمنٹ انگریزی سے امداد کی درخواست کرنا اور انگریزی جنگی جہاز کو چڑھا کر لے جانا کہاں کی غیرت مندی تھی۔ لیکن ایسا ہی کیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ بے غیرتی اور بے حمیتی اس کا نام ہے۔ کہ جنہیں تم خود دشمن اسلام سمجھتے اور کہتے ہو۔ انہیں سے امداد حاصل کرتے ہو ؛

ہم پر اعتراض کرنے والوں کے لئے یہی سامان ندامت و شرمندگی کافی تھا۔ لیکن اب اس میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اسی جمعیۃ الاقوام سے جس کے متعلق ہمیں بے غیرتی اور بے حمیتی کا طعنہ دیا جاتا تھا۔ علی برادران نے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے درخواست امداد کی ہے۔ چنانچہ حال میں دونوں بھائیوں نے دہلی اور بمبئی سے جمعیۃ الاقوام کو جو تار بھیجے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

اخبار ہمدرد (۲۰ ستمبر) لکھتا ہے۔

"مولانا شوکت علی صاحب نے مجلس اقوام کے صدر کو مندرجہ ذیل بحری پیام ارسال کیا ہے "مسلمانان بمبئی نے آج بعد نماز جمعہ تمام مساجد میں درگاہ رب العالمین میں مجاہدین ریف کے لئے فتح و نصرت اور ان کو اسپین و فرانس کے غاصبانہ حملہ سے محفوظ رکھنے کی دعا مانگنے کے بعد طے کیا ہے۔ کہ مجلس اقوام کے روبرو جس کی تعجب خیز بے توجہی بلکہ خموشی سے مسلمانان ہند کو یورپین اقوام کی حکومت خود اختیاری اور آزادی دینے کے طبل ہائے بلند بانگ کے خلو و بطن کا حال معلوم ہو جائے گا۔ بطور احتجاج کے یہ درخواست کی جائے۔ کہ مجلس اس معاملہ میں مداخلت کرے اور فرانسیسیوں اور اسپینیوں کو ریفیوں پر بے دردانہ حملہ سے روکے"

ہمارے نزدیک ظالم کے خلاف مظلوم کو حق ہے کہ جہاں سے مدد مل سکے۔ حاصل کرے۔ اور ہم اس وقت دل سے چاہتے ہیں۔ کہ جمعیۃ اقوام ریفیوں کو ہسپانیہ اور فرانس کی دست برد سے بچائے۔ اور جلد سے جلد ادھر متوجہ ہو۔ لیکن سوال یہ ہے۔ جو لوگ جمعیۃ اقوام سے امداد حاصل کرنا تو الگ رہا کسی ظلم اور شرمناک ظلم کی اسے اطلاع دینا بھی بے غیرتی اور بے حمیتی قرار دیتے تھے۔ ان کے لئے کہاں تک جائز ہے۔ کہ اسی جمعیۃ اقوام کے دروازہ پر مجسم التجا بن کر جا کھڑے ہوں ؛

امید ہے مولانا شوکت علی اس امر کی طرف خاص توجہ فرما کر بتائیں گے۔ کہ ان کے اس طرز عمل کے متعلق کیا سمجھا جائے ؛

اس سے بھی زیادہ واضح تار وہ ہے جو مولانا محمد علی نے دہلی سے مسلمانان ہندوستان کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے بھیجا ہے۔ اور جو یہ ہے ؛

"ہمیں اگرچہ خدا تعالیٰ پر پورا اعتماد ہے۔ لیکن ہم یہ بالاعلان کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ آج تمام دنیائے اسلام اور مشرق کی آنکھیں مجلس اقوام کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ ہمیں آج یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ آیا مجلس اقوام درحقیقت انسانوں کے حقوق اور آزادی کی محافظ اور صلح اور

امن کے قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔ یا محض یورپ کی تین چار بڑی بڑی عیسائی سلطنتوں کی ایسی جتھا ہے۔ کہ جس کا کام ناحق لوٹ مار کے ذریعہ سے غیر عیسائی اور کمزور مشرقی اقوام کی آزادی کو غصب کر لینا ہے۔ اگر مجلس اقوام اسلام اور مشرق کا اعتماد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تو اسے فرانس اور اسپین کی متحدہ شرمناک اور وحشیانہ لوٹ کھسوٹ کو جو وہ ریفیوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ فوراً رد کر دینا چاہیئے۔ ہم خدائے رب المشرقین والمغربین سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مجلس اقوام کو تقویٰ۔ عقل۔ عزم راسخ اور آزادی کی محبت عطا کرے"

اس تار سے ظاہر ہے اگرچہ کہنے کو کہہ دیا گیا ہے۔ کہ ہمارا پورا اعتماد خدا تعالےٰ پر ہے۔ لیکن دراصل تمام دنیائے اسلام اور سارا مشرق ریفیوں کے معاملہ میں جمعیۃ اقوام کو حاجت برار سمجھ رہا ہے۔ کیونکہ بالفاظ مولانا محمد علی دنیا کے تمام مسلمانوں کی آنکھیں مجلس اقوام کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ یہ سب کی سب آنکھیں کیا دیکھنا چاہتی ہیں۔ یہ کہ مجلس اقوام فی الواقعہ انسانوں کے حقوق اور آزادی کی محافظ اور صلح و امن کے قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔ یا نہیں۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انسانوں سے مراد ساری دنیا کے انسان ہیں۔ یا صرف ریفی۔ اگر سب دنیا کے انسان مراد ہیں۔ تو یقیناً احمدی بھی انہی میں شامل ہیں پھر کیا انہیں یہ حق نہیں۔ کہ جب نہ صرف ان کے حقوق اور آزادی بلکہ جانیں تک ایک حکومت میں محفوظ نہوں۔ تو وہ بھی جمعیۃ اقوام کو اس ظلم و ستم کی طرف توجہ دلائیں۔ اگر انہیں بھی اسی طرح حق ہے جس طرح ساری دنیا کے دیگر مسلمانوں کو ہے۔ تو پھر مجلس اقوام کو کابل میں احمدیوں کی سنگساری کے متعلق توجہ دلانے پر کیوں ہم پر اسلامی بے غیرتی اور بے حمیتی کا الزام بے جا لگایا گیا تھا۔ اب جبکہ ریفیوں کے متعلق خطرہ پیدا ہوا۔ تو نہ صرف تمام دنیا کے مسلمانوں کی آنکھیں مجلس اقوام کی طرف لگ گئیں اور اس سے انسانوں کے حقوق اور آزادی کی حفاظت اور صلح اور امن کے قیام کی درخواست کی جانے لگی۔ بلکہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر اسے تقوےٰ۔ عقل۔ عزم راسخ اور آزادی کی محبت حاصل ہونے کے لئے دعائیں بھی ہونے لگیں۔ حالانکہ اب بھی مجلس اقوام انہی قوموں کا مجموعہ ہے۔ جنہیں دشمن اسلام اور مسلمانوں کے ازلی عدو کہا جاتا ہے ۔

جیسا کہ ہم نے اسی مضمون میں لکھا ہے۔ دنیا کی ہر قوم کا حق ہے۔ کہ جب اس پر یا اس کے بھائی بندوں پر کسی حکومت کی طرف سے ظلم و ستم ہو۔ تو وہ مجلس اقوام کو جو دنیا میں امن و صلح قائم کرنے اور انسانوں کے حقوق اور آزادی کی حفاظت کرنے کا دعوےٰ لیکر کھڑی ہوئی ہے۔ اس کی طرف توجہ دلائے اس لحاظ سے علی برادران کا مسلمانان ہند کا نمائندہ بن کر ریفیوں پر مظالم کی طرف مجلس اقوام کو توجہ دلانا معیوب نہیں۔ لیکن جو لوگ ہمارے اسی قسم کے فعل پر ہمیں اسلامی بے غیرتی کے مرتکب قرار دیتے تھے۔ ان کا یہ فعل خود ان کے لئے نہایت شرمناک ہے اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہماری غیرت اور حمیت پر جو اعتراض کیا گیا تھا وہ یا تو بے جا ضد اور عداوت پر مبنی تھا۔ یا جہالت اور نادانی پر۔ اور اب جبکہ خود مسلمانوں کو اسی قسم کی ضرورت پیش آئی۔ جس قسم کی کابل کے شرمناک مظالم کے مقابلہ میں ہمیں پیش آئی تھی۔ تو انہیں سوائے وہی طریق اختیار کرنے کے جو امام جماعت احمدیہ نے اختیار کیا تھا۔ اور کوئی صورت نظر نہ آئی ۔

مسلمانانِ ہند مولوی ظفر علی صاحب کی نظر میں

چند دن ہوئے لدھیانہ میں مولوی ظفر علی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جہاں اپنے متعلق یہ اعلان کیا۔

" میں اندھیرے میں بھٹک رہا ہوں۔ کوئی ایسا راستہ نظر نہیں آتا۔ جس پر چلنے سے دل مطمئن ہو جائے "

(زمیندار ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

وہاں مسلمانان ہند کو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے اس طرح مخاطب کیا۔

"تم کہلاتے تو میری امت ہو۔ مگر کام یہودیوں اور بت پرستوں کے کرتے ہو۔ تمہارا شیوہ وہی ہو رہا ہے جو عاد و ثمود کا تھا۔ کہ رب العالمین کو چھوڑ کر بعل یغوث نسر اور یعوق کی پرستش کر رہے ہو۔ تم میں سے اکثر ایسے ہیں جو میری توہین کرتے ہیں۔ میرا مرتبہ خدا سے بڑھا دیتے ہیں۔ قبروں کی خاطر سلطنت کو تباہ کر رہے ہیں"

" تاجدار مدینہ کی سرکار" سے مولوی صاحب کے سے انسان کو جو بقول خود ضلالت میں پڑا اور گمراہی میں گرا ہوا ہے یہ جواب دینے کے قابل بھی سمجھا جائے یا نہ۔ لیکن جو کچھ انہوں نے کہا اس کے درست ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ مگر سوال یہ ہے جبکہ مسلمان یہود اور بت پرست بن چکے ہیں۔ عاد اور ثمود کی نازمان قوموں سے مشابہت اختیار کر چکے ہیں۔ تو کیا ان کے حقیقی مسلمان بننے کی بھی کوئی امید اور صورت ہے؟ اگر ہے تو کیا؟ کیا آجکل کے مولوی اور ملانے۔ گدی نشین اور قبر پرست خود عام لوگوں کی نسبت گمراہی اور ضلالت میں زیادہ نہیں پھنسے ہوئے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ اور "نقلی پیروں اور فتویٰ فروش مولویوں کے دام تزویر سے بچنے کی ہدایت" کی ضرورت درپیش ہے۔ تو پھر بتایا جائے کہ مسلمانوں کی اصلاح کی کونسی صورت خیال کی جاتی ہے ۔ یہ صورت سوائے اس کے اور کوئی نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف سے کسی انسان کو مبعوث کرے۔ تا وہ مخلوق کی اصلاح کرے۔ چنانچہ اس نے حضرت مسیح موعود کو اسی غرض سے بھیجا۔ اور جب تک مسلمان آپ کو قبول نہ کرینگے۔ اسوقت تک ناممکن ہے کہ ان کی یہودیت اور بت پرستی کا علاج ہو سکے ۔

مولویوں اور پیروں کے خلاف جہاد

مولوی ظفر علی صاحب جو کل تک مولویوں اور پیروں کو اس قدر اختیارات دے رہے تھے۔ کہ اگر وہ بے گناہ انسانوں کو سنگسار کرنے کا فتوے بھی دیدیں۔ تو کسی کو اس میں چون و چرا نہیں کرنی چاہیئے۔ وہی آج ان کے خلاف یہ اعلان فرما رہے ہیں

" اب کم از کم پانچ سال کے لئے ہمارا جہاد پیروں کے ساتھ ہے۔ بہ حالت موجودہ۔ یہ جہاد جہاد اکبر کی حیثیت رکھتا ہے "

چونکہ مولوی صاحب کے عقیدہ میں جہاد تلوار کے ساتھ لڑنے کا نام ہے۔ جیسا کہ وہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جہاد منسوخ کرنے کا اتہام اس لئے لگا چکے ہیں۔ کہ آپ نے تلوار کے ساتھ اشاعت اسلام کرنے کے خیال کی تردید فرمائی۔ اور اس مقصد کے لئے تلوار اٹھانا ممنوع قرار دیا ہے اس لئے امید ہے کہ پیروں اور مولویوں کے خلاف مولوی صاحب کے اس پانچ سالہ جہاد میں ہم ان کی شمشیر زنی کے جوہر دیکھ سکینگے۔ اور وہ اس عرصہ میں کم از کم ہندوستان سے مولویوں اور پیروں کا نام و نشان مٹا دینگے ۔

مگر تا حال یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ ان کی یہ جہادی میعاد شروع کب سے ہوگی۔ غالباً اس کا اعلان اس وقت کرینگے جب اسلحہ اور بارود کا لائسنس گورنمنٹ ہند سے حاصل کر لینگے۔ جس کیلئے وہ درخواست دے چکے ہونگے ۔

لیکن اگر وہ مولویوں اور پیروں کے خلاف پانچ سال تو الگ رہے۔ ایک دن بھی شمشیر بکف نہ ہوئے تو کیا اس کا یہ مطلب نہ ہوگا۔ کہ وہ خود بھی تلوار کے ساتھ جہاد کرنے کے قائل نہیں۔ اور اسے اس زمانہ میں اگر منسوخ نہیں تو ناقابل عمل ضرور سمجھتے ہیں ۔

کیا جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو۔ کہ اسلام میں جہاد کا جو حکم ہے وہ تلوار لے کر سر تن سے جدا کر دینے کے متعلق ہے۔ وہ اگر جہاد کا اعلان کر کے تلوار ہاتھ میں نہ لے اور دشمنان اسلام کو تہ تیغ نہ کرے۔ تو اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہے ۔

مولویوں اور پیروں کی حالت

مولوی ظفر علی صاحب نے مولویوں اور پیروں کے خلاف کیوں اعلان جہاد کیا۔ اس کی ایک وجہ انہوں نے یہ بتائی ہے کہ جب کسی کام کا وقت آتا ہے۔ تو ان لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے

"حامد رضا خاں حجرہ بریلویہ کی آڑ لیں گے۔ عبدالباری کھڑکی بند کر لیں گے۔ جماعت علی کسی ماہ جبین کے مرصع طلائی جھمکے کی تلاش میں سرگردان ہونگے۔ یا شتر مرغ کے انڈوں کو جو علی پور کی ساڑھے تین لاکھ روپیہ لاگت والی مسجد کی رونق کو دوبالا کر رہے ہیں۔ قبوں کے جواز کی سند گردان رہے ہونگے۔ حلبی آئینے کی وہ ٹکڑیاں درست کر رہے ہونگے۔ جن میں ایک ایک کے سو سو نظر آتے ہیں۔ دبل مچھلی کی ریڑھ کی ہڈی کے شہتیر میں جھولا ڈال کر پینگیں بڑھا رہے ہونگے"

ان سطور میں حامد رضا خاں صاحب اور مولانا عبدالباری فرنگی محل کے متعلق صرف ایک ایک فقرہ کہکر پیر جماعت علی صاحب کے تفصیلی حالات بیان کئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب پیر جماعت علی کی صحبت سے علی پور پہنچ کر بذات خود فیضیاب ہو چکے۔ اور ان سب باتوں سے لطف و مسرت حاصل کر چکے ہیں۔

اس سے باقی مولویوں اور پیروں کی حالت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مولوی ظفر علی صاحب نے نیا رنگ بدلا

اس تقریر کی سب سے پر لطف بات جس سے مولوی ظفر علی صاحب کی سیماب صفت طبیعت کا پتہ لگتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ جہاں انہوں نے مولویوں اور پیروں کے خلاف تمام مسلمانوں کو متفقہ جہاد کرنے کی دعوت دیتے ہوئے یہ کہا ہے۔ کہ

"سرکار پرست اصحاب بھی سن لیں۔ کہ ہماری جنگ اب کن کے خلاف ہے اب وہ بھی ہمارے شریک ہو سکتے ہیں"

وہاں یہ بھی اعلان کر دیا ہے:-

"میں نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ جب تک انگریز علی الاعلان کسی اسلامی ممالک پر حملہ آور نہ ہوں۔ ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اور اپنی تمام قوتوں کو مرتکز کر کے قبر پرستی۔ دجال پرستی اور قبر پرستی کا قلع قمع کیا جائے۔ ایک وقت میں ایک ہی کام خاطر خواہ سر انجام دیا جا سکتا ہے۔ جو کبھی (ٹھیا) درست نہیں ہمارے سب سے بڑے دشمن نقلی پیر اور سجادہ نشین ہیں۔ جو کروڑوں روپیہ کی قومی جائداد پر مالکانہ تعرف جمائے بیٹھے ہیں"

وہ لوگ جنہیں مولوی صاحب کی گذشتہ زندگی کے حالات سے واقفیت ہے۔ انہیں اس اعلان سے ذرا بھی تعجب نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ مولوی ظفر علی جو کل تک یہ کہہ رہے تھے۔ کہ انگریز اسلام کے سب سے بڑے دشمن۔ ان کی حکومت طاغوتی حکومت اور ان کے خلاف کوشش نہ کرنا کفر اور تثلیث پرستی کی حمایت کرنا ہے۔ وہی آج کس منہ سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ میں نے تہیہ کر لیا ہے۔ انگریزوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ انہوں نے اس میں ایک شرط بھی لگا دی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب تک انگریز علی الاعلان کسی اسلامی ملک پر حملہ آور نہ ہونگے۔ اس وقت تک ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائیگا۔ لیکن اوّل تو یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اگر ایسی حالت میں تعرض کریں گے تو کیا بنا لیں گے۔ ٹرکی کے حصے بخرے ہو جانے پر۔ طرابلس چھین جانے پر۔ عراق و عرب پر قبضہ و تصرف ہو جانے پر انہوں نے کیا کر لیا تھا۔ کہ آئندہ کچھ کر دکھائینگے

دوم اس اعلان کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی۔ کیا اب انگریز مسلمانوں کے خیر خواہ اور اسلام کے ہمدرد بن گئے۔ کیا اب وہ تثلیث پرست نہیں رہے۔ کیا اب ان کی حکومت طاغوتی حکومت نہیں رہی۔ اگر سب کچھ اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھا۔ اور کوئی نیا تغیر ان حالات میں نہیں ہوا۔ تو مولوی صاحب میں یہ تغیر کیوں آگیا۔ اور کیوں انہوں نے انگریزوں سے کسی قسم کا تعرض نکرنے کا اعلان کر دیا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ مولوی صاحب نے پبلک میں اپنی دوکان پھیکی دیکھکر گورنمنٹ کے آگے اسی طرح ناک رگڑنے کی تیاری شروع کر دی ہے۔ جس طرح وہ پہلے کئی بار نہایت ذلیل طور پر ناک رگڑ چکے ہیں۔

غیر مبایعین کی بداخلاقی اور زبردستی

پیغام صلح (۲۰ ستمبر) نے "اصحاب قادیان" پر پھر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ جاوا کے جو لڑکے غیر مبایعین کے ہاں پڑھتے ہیں۔ انہیں کبھی جاوی زبان میں خطوط لکھوائے جاتے ہیں۔ اور خاص قاصدوں کے ہاتھ انہیں روانہ کیا جاتا ہے۔ کبھی جاوا میں ان کے والدین کو ہمارے خلاف خط و کتابت کے ذریعہ اکسایا جاتا ہے۔ اور طرح طرح کی غلط بیانیوں اور جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے"

اسکے بعد ایک احمدی کو پیغام بلڈنگ سے زبردستی نکالنے کا ذکر کرتے ہوئے یہ دھمکی دی ہے۔ کہ اگر آئندہ کوئی شخص ان لڑکوں سے ملا۔ تو اسے گزند پہنچائی جائے گی۔

ہم قبل اس کے کہ پیغام کے بیہودہ الزام کی تردید کریں۔ ان لوگوں کی بداخلاقی اور بدتہذیبی کی مذمت کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا ایک آدھ احمدی اگر ان کے ہاں چلا جائے۔ تو وہ اس قدر بدحواس اور وحشت زدہ کیوں ہو جاتے ہیں۔ کہ گالیاں دینے مارنے اور زبردستی نکالنے پر اتر آتے ہیں۔ اور پھر یہ کارنامہ اس کا اعلان اخبار میں کرتے ہوئے شرمندہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اور زیادہ مارنے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں۔

جاوی طلباء حبس بیجا میں

اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ کوئی احمدی لڑکا جاوا کے لڑکوں سے اسلئے جا کر ملا۔ کہ انہیں ورغلا کر قادیان لے آئے۔ تو بھی یہ کہاں کی انسانیت اور شرافت ہے۔ کہ اسے زبردستی نکال دیا جائے۔ اور گالیاں دی جائیں۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ انکی ایک آدھ بات ان کی دن رات کی تعلیم و تربیت سے زیادہ اثر رکھتی ہے کہ جب وہ جاوی طلباء کے کان میں پڑیگی تو وہ اس پر عمل پیرا ہونے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ اگر اسی لئے وہ زبردستی کرتے اور آئندہ کے لئے دھمکیاں دیتے ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ انہوں نے ان بیچارے پردیسی لڑکوں کو جو ناواقفیت کی وجہ سے ان کے پھندے میں جا پھنسے۔ سخت مجبور کر کے بلکہ حبس بیجا میں رکھا ہوا ہے۔

اسبات سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ کہ اس قسم کی پابندی میں لڑکوں کو رکھنے کا غیر مبایعین کو کہاں تک حق حاصل ہے۔ جن کے ماں باپ دور دراز ہونے کی وجہ سے انکی حالت نہیں دیکھ سکتے۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ طلباء جو پہلے ان کے ہاں رہ کر ان کی تعلیمی اور تربیتی حالت کا اندازہ لگا چکے ہیں۔ اور اسکے بعد دارالامان میں آکر یہاں کی تعلیم سے مستفیض ہوئے ہیں۔ دونوں مقامات کی تعلیم و تربیت کا اندازہ لگا کر اس نتیجہ پر پہنچیں۔ کہ جاوی طلباء کا لاہور میں رہنا اپنی عمر ضائع کرنا اور ہندوستان آنے کے مقصد سے محروم رہنا ہے۔ تو اسکے بعد انہیں کیوں یہ حق نہیں۔ کہ جو بات انہوں نے اپنے لئے مفید اور فائدہ بخش دیکھی اور تجربہ کی اسی سے اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی فائدہ اٹھانے کی تحریک کریں۔ ہمارے نزدیک جس طرح یہ حق یہاں رہنے والے طلباء کو حاصل ہے اسی طرح لاہور میں رہنے والوں کو بھی ہے۔ اور اس کا بہترین استعمال یہی ہے۔ کہ انہیں آپس میں آزادانہ خط و کتابت اور میل ملاپ کا موقعہ دیا جائے ہماری طرف سے اس کے متعلق کبھی کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ اور نہ ہم اسے جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ غیر مبایعین نے ان پردیسی بچوں کو سخت پہرہ میں رکھا ہوا ہے۔ نہ انہیں کسی سے ملنے دیتے ہیں۔ اور نہ خط و کتابت کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کا پیغام بلڈنگس سے باہر قدم رکھنا تو الگ رہا۔ اگر کوئی لڑکا ان کے پاس خیر و عافیت دریافت کرنے کے لئے بھی جاتا ہے۔ تو اسے زبردستی نکالا جاتا اور اخبار میں دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ کہ اگر اب کوئی آیا۔ تو اسے گزند پہنچیگا۔ ہر ایک صاحب بصیرت انسان اسے بے انتہا ظلم اور نہایت سخت پابندی قرار دے گا۔ مگر افسوس غیر مبایعین اسے اپنا فرض سمجھتے اور اس پر اتراتے ہیں۔

پیغام کا غلط الزام

رہی یہ بات کہ ان جاوی طلباء کو کس قسم کے خط لکھے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق صرف اتنا بتا دینا کافی ہے۔ کہ دارالامان میں صرف ایک لڑکا جاوا کا ہے۔ جو مدرسہ احمدیہ کی دوسری جماعت میں پڑھتا ہے۔ باقی سب طلباء سماٹرا کے ہیں۔ جن میں سے کوئی جاوی زبان نہیں جانتا۔ اس لڑکے نے کوئی ایسا خط جس میں ورغلانے یا دھوکہ دینے کا شبہ بھی ہو سکے۔ نہ لاہور لکھا ہے۔ اور نہ جاوا۔ غیر مبایعین نے جس طالبعلم کو زبردستی نکالا اور گالیاں دیں۔ وہ جو رقعہ لے کر گیا تھا۔ اس میں سوائے خیر و عافیت اور اپنے ملکی حالات کے اور کچھ نہ تھا۔ وہ رقعہ ذیل [illegible]

مولوی محمد علی صاحب و نبوت مسیح موعودؑ

نمبر (۴)

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے پبلک کو بدظن کرنے کے لئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مصنفین سلسلہ احمدیہ آج صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی مریدی کی وجہ سے ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ ورنہ دراصل یہ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے سے پہلے یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ حضرت اقدس محض محدث تھے نہ کہ نبی۔ چنانچہ مولوی صاحب کے اصل الفاظ ان کی کتاب "مسیح موعود و ختم نبوت" کے صفحہ ۲۸ پر یہ ہیں:۔

"جو لوگ آج میاں صاحب کی مریدی کی وجہ سے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو محدثیت یا لغوی نبوت سے بالا قرار دیتے ہیں۔ وہ میاں صاحب کی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے سے پہلے کیا لکھتے رہے ہیں۔ اتمام حجت کے لئے صرف سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں کا حوالہ دیا جائے گا"

اس کے بعد جن مصنفین کی تحریریں مولوی صاحب نے پیش کی ہیں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب بھی ہیں۔ مگر مولوی صاحب نے مفتی محمد صادق صاحب پر جو الزام لگایا ہے۔ وہ سراسر حق و صداقت سے دور ہے۔ اور مولوی صاحب ہرگز ہرگز اس امر کو ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ مفتی صاحب نے حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے عقائد سے ہاں میں ہاں ملائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جب مخالفین نے اعتراضات کرنا شروع کئے۔ تو ان کے جواب میں حضرت خلیفہ اولؓ کے منشاء کے مطابق مفتی صاحب نے ایک چھوٹا سا ٹریکٹ بنام آئینہ صداقت شائع کر کے دوستوں دشمنوں میں تقسیم کیا۔ اس کے صفحہ ۴۳و۴۲ پر مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"پہلے زمانہ میں جب کوئی نبی آتا تھا۔ تو کم از کم لوگ اس امر کے تو قائل ہوتے تھے۔ کہ اس وقت نبی آسکتا ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے ایسے وقت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جب کہ مسلمان اپنے مذہبی اصول میں یہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ عیسائی لوگ بھی قائل نہیں کہ نبی آسکتا ہے۔ آریوں نے تو نبی چھوڑ الہام کا دروازہ ہی بند کر رکھا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسے وقت میں حضرت مرزا صاحب نے چار لاکھ سے اپنی نبوت کا اقرار کرا لیا"

مفتی صاحب کی یہ تحریر بتا رہی ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے سے بہت پہلے آپ اس بات کے نہ صرف خود قائل تھے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ بلکہ چار لاکھ کی جماعت کو آپ کی نبوت کا مقر سمجھتے تھے۔ ممکن ہے کوئی شخص یہ خیال کرے۔ کہ شائد مولوی محمدؐ علی صاحب کی نظر سے مفتی صاحب کی یہ تحریر مخفی رہی ہو۔ مگر یہ امر بھی غلط ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے خود اس رسالہ کو پڑھا ہے۔ اور اس کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس رسالہ پر جو ریویو کیا۔ وہ بدر ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ وہو ہذا۔

"آپ کا مختصر مگر جامع رسالہ اسی وقت مجھے پہنچا۔ اور اسی وقت میں نے اس کو اول سے آخر تک پڑھا۔ خیر الکلام ما قل و دل کا سچا مصداق ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس قدر مدلل و سیر کن بحث اس میں ہے۔ کہ کوئی پہلو باقی نہیں رہ جاتا۔ اور پڑھنے والا بشرطیکہ حق طلبی دل میں رکھتا ہو۔ اور منہاج نبوت سے اس سلسلہ کو دیکھے۔ اس کی صداقت کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آئینہ صداقت لفظی معنوں میں بھی آئینہ صداقت ہے۔ خدا اسے بہتوں کی بہتری اور ہدایت کا موجب بنا وے"

اس ریویو میں مولوی صاحب نے آئینہ صداقت کی پرزور الفاظ میں تصدیق کرتے ہوئے اور لوگوں کو اس سلسلہ کو منہاج نبوت کی رو سے دیکھنے کی تلقین کرتے ہوئے نہ صرف یہ بتا دیا ہے۔ کہ مفتی صاحب حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے سے بہت پہلے حضرت اقدس کی نبوت کو محدثیت والی نبوت اور لغوی نبوت سے بالاتر سمجھتے تھے۔ بلکہ یہ امر بھی ثابت کر دیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب خود بھی اس وقت یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کیونکہ اگر مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ محدثیت کا ہوتا۔ تو آپ کبھی اس سلسلہ کو منہاج نبوت کی رو سے دیکھنا ضروری نہ سمجھتے۔

پس اب مولوی صاحب نے مفتی صاحب پر ہاں میں ہاں ملانے کا جو الزام لگایا ہے۔ یہ سراسر دیدہ دانستہ غلط بیانی ہے۔ کیونکہ مفتی صاحب نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے نبی ہونیکے قائل تھے۔ بلکہ آپ کی زندگی میں بھی آپ کی نبوت کو محدثیت والی نبوت نہ سمجھتے تھے۔ ملاحظہ ہو بدر جلد ۶ ء ۹ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء کالم ۲و۳ "بعنوان قدرت خداوندی کا عجیب نظارہ" مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"۲۶ ستمبر ۰۷ء حضرت اقدس باہر سیر کے واسطے تشریف لے چلے۔ احباب جوق در جوق ساتھ ہوئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک دیہاتی دوسرے کو کہہ رہا تھا۔ کہ اس بھیڑ میں سے زور کے ساتھ اندر جا اور زیارت کر اور ایسے موقع پر بدن کی بوٹیاں بھی اڑ جائیں تو پروا نہ کر۔ ایک صاحب بولے لوگوں کو بہت تکلیف ہے۔ اور خود حضرت ایسے گرد و غبار میں اتنے عرصہ تکلیف کے ساتھ کھڑے ہیں۔ میں نے کہا۔ لوگ بیچارے سچے ہیں۔ کیا کریں تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دنیا میں نظر آیا ہے۔ پروانے نہ بنیں تو کیا کریں"

خط کشیدہ الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ مفتی صاحب ان معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی سمجھتے تھے۔ جن معنوں میں تیرہ سو سال میں امت محمدیہ میں کوئی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہیں آیا۔ مولوی محمد علی صاحب خدا کو حاضر جان کر بتلائیں۔ کیا اس تحریر سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مفتی صاحب حقیقۃ النبوۃ شائع ہونے سے پہلے سنہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ کی نبوت محدثیت والی نبوت سے بالاتر سمجھتے تھے۔ کیا یہ حوالہ پڑھ کر مولوی صاحب اپنے الزام کو واپس لینے کے لئے طیار ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟

(قاضی حکیم محمد نذیر مولوی فاضل و منشی فاضل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ۔ لائل پور)

قابل توجہ مشنریز بیرون ہند

جلسہ سالانہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے قریب آرہا ہے۔ اور اس میں حسب معمول صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی رپورٹ سنائی جائیگی۔ اس لئے مشنریز بیرون ہند۔ (مقیم لنڈن۔ امریکہ۔ گولڈ کوسٹ۔ ماریشس۔ سیلون۔ دمشق۔ مصر۔ نیروبی۔ آسٹریلیا و دیگر ممالک مشرق بعیدہ) کی خدمت میں بذریعہ اس اعلان کے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مشن کی سالانہ رپورٹ جو مختصر ہونے کے علاوہ دلچسپ حالات پر مشتمل ہو۔ ایسے وقت میں لکھ کر روانہ کر دیں۔ کہ دسمبر کے پہلے ہفتہ کی ڈاک میں دفتر میں پہنچ جائے۔ فرداً فرداً بذریعہ خطوط کسی مشن سے رپورٹ طلب نہیں کی جاوے گی۔ بلکہ اسی اعلان پر اکتفا کیا جائے گا۔ اس رپورٹ میں دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء سے نومبر سنہ ۱۹۲۵ء تک کے حالات درج کرنے کے علاوہ حسب ذیل امور کے متعلق خاص توجہ کی جائے۔

(۱) جماعت کی تعداد دسمبر سنہ ۲۴ء میں کیا تھی۔ (۲) سال زیر رپورٹ میں کمی بیشی کیا ہوئی۔ (۳) مشن کا سال زیر رپورٹ میں کل خرچ کیا ہوا۔ اس میں مقامی آمد کیا ہوئی۔ اور مرکز سے کیا امداد ملی (۴) جماعت کی تبلیغی مساعی کا ذکر بحیثیت مجموعی ضرور کیا جائے۔

لنڈن مشن سے ریویو کے آمد و خرچ اور اس کی حالت اور خریداروں کی تعداد اور مفت اشاعت کے متعلق بھی رپورٹ کی توقع کی جاتی ہے۔

ضروری نوٹ:۔ بعض رپورٹیں مجلس مشاورت میں پیش کرنے کے لئے دسمبر کے بعد طلب کی جائیگی۔ مطلوبہ رپورٹ تین صفحے سے زیادہ نہ ہو۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

164

گورنمنٹ پنجاب کے تمسکات بیمہ ۱۹۳۷ء

حکومت پنجاب قرضہ کا اعلان کیوں کرتی ہے؟ اسلئے کہ اسی صوبہ سے قرضہ لیا جائے ۔ اور اسی صوبہ کی ترقی اور اصلاح میں صرف کیا جائے ۔

کتنا قرضہ اور کس لئے؟ ایک کروڑ روپیہ جو وادی ستلج اور دیگر مقامات کی ایسی نہروں پر صرف کیا جائیگا ۔ جو فائدہ بخش ہونگی ۔

قرضہ کے لئے ضمانت کیا ہوگی؟ حکومت پنجاب کا کل مالیہ

شرح سود کیا ہے؟ ۵ ¾ فیصدی

مجھے روپیہ کب واپس ملیگا؟ } بارہ ۱۲ سال کے عرصہ میں لیکن اگر آپ وادی ستلج کی نہر پر اراضی خریدیں گے ۔ تو اسکی قیمت کی پوری ادائگی یا اس کے جزوی ادائگی میں آپ کے تمسکات پوری قیمت پر منظور کر لیے جائینگے ۔

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کہاں کرنی چاہیئے؟ بڑے سرکاری خزانہ یا اس کے ماتحتی خزانہ یا امپیریل بنک کی کسی شاخ کے پاس جایئے ۔

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کس طرح کرنی چاہیئے؟ وہاں سے جو فارم آپ کو ملیگا ۔ وہ آپ پُر کر کے روپیہ ادا کر دیں ۔

مجھے سود کب سے ملیگا؟ جس تاریخ سے آپ روپیہ ادا کرینگے ۔ اسی تاریخ سے ۔

مجھے سود کس طریقے سے وصول ہوگا؟ } ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود آپکو اسی وقت نقد ادا کر دیا جائیگا جس وقت آپ روپیہ داخل کرینگے ۔ اور اسکے بعد ششماہی پنجاب کے ہر ایسے خزانہ سرکار یا ماتحتی خزانہ سرکار سے ادا ہوا کریگا جس کے متعلق آپ لکھیں گے کہ اسکے ذریعہ ہوا کرے ۔

میں یہ قرضہ کب دے سکتا ہوں؟ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک جونہی ایک کروڑ روپیہ فراہم ہو جائے گا ۔ قرضہ لینا بند کر دیا جائیگا ۔

مجھے کیوں قرض دینا چاہیئے؟ } (الف) اسلئے کہ ضمانت بھی اچھی ہے اور سود بھی اچھا ملتا ہے (ب) اسلئے کہ روپے کے بدلے میں زمین بھی ملتی ہے ۔ بشرطیکہ نیلام کی بولی تمہارے نام پر ختم ہو (ج) اسلئے کہ اگر آپ اپنے صوبہ کی امداد کرینگے تو ایک اچھے شہری کی طرح اپنے فرض کو ادا کرینگے ۔

المشتہر

مائیلز ارونگ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب صیغہ مالیات

ہندوستان کی خبریں

لکھنؤ ۲۰ ستمبر۔ شیخ مشیر حسین قدوائی سیکرٹری حجاز کمیٹی کو براہ راست شاہ حجاز کی طرف سے یہ تار وصول ہوا ہے۔ "رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے محافظین نہایت استقلال اور بہادری سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ خدائے عزوجل کی مہربانی سے دشمن تا حال ناکام ہے۔" یعنی تسخیر مدینہ نہیں ہوئی۔

پٹنہ ۱۸ ستمبر۔ پٹنہ خلافت کانفرنس کا افتتاح ۱۸ ستمبر شام کے سات بجے ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد لنگوٹی اور زنار پہنے جہاتما گاندھی پلیٹ فارم پر آئے۔ اور کہا "میں صرف اس لئے آیا ہوں۔ کہ آپ کے سامنے "کھدر کی بات" کہوں اب صرف کھدر کی بات ہی ایسی ہے۔ جس کا لالچ میرے لئے رہ گیا ہے۔ جو گاندھی ۱۹۲۱ء میں تھا۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کی بات کہتا تھا۔ لیکن اب جو گاندھی ہے۔ وہ یوں کہتا ہے۔ کہ صرف کھدر پہنو میں اعلان کر چکا ہوں۔ کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان کسی پر بھی میرا اثر باقی نہیں رہا۔ ۱۹۲۱ء میں میرا اثر یہ تھا۔ کہ ہندو اور مسلمان دونوں میری بات سنتے تھے۔ مگر اب میں اس دعوی سے دستبردار ہو گیا ہوں۔ اگر سچ پوچھو تو اب علی برادران بھی ایسا دعوی نہیں کر سکتے۔ اب میری بات وحشیانہ دکھائی دیتی ہے۔ مگر میرا تکیہ کلام کھدر ہے۔ میں اکیلا بیٹھا بھی کھدر کے گن گاتا ہوں۔ یہی میرا لیکچر ہے۔ یہی میرا ایڈیشن ہے۔ یہی میرا دھیان ہے۔ یہی میرا ایڈریس ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ جو سوت ہندوستان میں ہاتھوں سے کاتا جاتا ہے۔ صرف اسی کا کپڑا پہننا جائز ہے۔ باقی سب ناجائز بلکہ حرام۔" مہاتما جی کے بعد سید نظر علی ندوی نے اپنا مطبوعہ خطبہ استقبالیہ پڑھا بعد ازاں مولوی شوکت علی صاحب نے صدارتی تقریر کی اور کہا۔ آپ کا یہ کہنا کہ تم اسلام کا کام کرو بے معنی ہے۔ آپ فیصلہ کر لیں۔ کہ جب تک عرب کی سرزمین غیر ملکی اثر سے پاک نہ ہو آپ آرام سے نہ رہیں گے۔ اور ہمیں اپنے دشمنوں کو واضح کر دینا چاہیئے۔ کہ اگر کسی نے آنکھ اٹھا کر جزیرۃ العرب کی طرف دیکھا۔ تو چالیس کروڑ مسلمان بیک جان مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے کٹ مرنے پر تیار ہو جائیں گے۔

پٹنہ ۲۳ ستمبر۔ آل انڈیا کانگریس کے اجلاس امروزہ میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی اس مسودے کو قابل نفرت قرار دیتی ہے۔ جو برما کونسل میں غیر برمیوں کو برما سے نکال دینے کے بارے میں زیر بحث ہے۔ اور نیز یہ کمیٹی جنوبی افریقہ کے ہندوستانی سکونت پذیروں سے اظہار ہمدردی کرنے کے بعد ان کو ہر قسم کی مدد دینے کا اعلان کرتی ہے۔ اور اس سلوک کے برخلاف جو اس ملک میں ہندوستانیوں کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔ صدائے احتجاج بلند کرنے کی تجویز کرتی ہے۔ کہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو تمام ہندوستان میں جلسے منعقد کئے جائیں۔

الہ آباد۔ گیا مجسٹریٹ کے اس حکم کے خلاف کہ گیا میں ایک ماہ تک مذہبی جلسوں کی بندش کی گئی ہے۔ اظہار ناراضگی کے لئے پانچ ہزار کی تعداد میں جمع ہوئے۔ اور ان کے لیڈروں نے انہیں کہا۔ کہ وہ ستیہ اگرہ کا اعلان کر دیں۔

الہ آباد ۲۰ ستمبر۔ جائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے ایک سوال کے جواب میں جو دوران مقدمہ پیدا ہوا کہا۔ کہ ہندوؤں میں قربانی کرنے کا ہتھیار جو پوجا کے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ آرمز ایکٹ سے مستثنے نہیں ہو سکتا۔

لکھنؤ ۲۰ ستمبر۔ لکھنؤ میں ہندو مسلم کشیدگی بہت بڑھ گئی ہے رام لیلا کا جلوس جب امین آباد پارک میں شام کو پہنچا۔ تو وہاں مسلمان نماز ادا کر رہے تھے۔ اس لئے ڈپٹی مجسٹریٹ اور پولیس افسران نے جلوس کو تھوڑی دیر کے لئے روک دیا۔ تاکہ نماز ختم ہو جائے۔ اس وجہ سے ہندوؤں نے جلوس نکالنا بند کر دیا۔

علی گڑھ ۲۳ ستمبر۔ کل شام جب ہندوؤں کا ڈولا نکل رہا تھا۔ انہوں نے ایک مسجد کے سامنے سنکھ بجایا۔ اس وقت نماز ہو رہی تھی۔ اس پر فساد ہو گیا۔ پولیس نے بغیر اجازت گولی چلا دی۔ جس سے کئی ہندو مسلمان مارے گئے۔ اور ۳۰ کے قریب زخمی ہوئے۔ پولیس کے چند سپاہی اور ایک سب انسپکٹر زیر حراست کر لئے گئے۔

مولانا عبد الباری صاحب نے مولانا شوکت علی صاحب کو بذریعہ تار لکھا۔ اگرچہ آپ کے اتحاد اور اشتراک عمل کی تمام کوششیں اب تک ناکام ہیں۔ تاہم میں خواہش رکھتا ہوں۔ اور ڈاکٹر کچلو صاحب نے مجھے ہمت دلائی ہے۔ کہ میں آپ سے استدعا کروں۔ آپ مجھے پٹنہ سے واپسی پر ملیں۔ آل انڈیا تو آپ کو جلسہ شوریٰ میں بلا نہیں سکتی۔ اب راستے الگ الگ ہو گئے ہیں۔ لیکن میری کوششیں ہمیشہ سے اتحاد کے لئے ہی ہونگی۔

مولانا شوکت علی صاحب نے اس کا یہ جواب دیا بمبئی پونہ کی ڈسٹرکٹ کانفرنس جو کہ ۱۷ اکتوبر کو ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو ملوں گا۔ بدقسمتی سے آپ ہماری حجازی پالیسی کے مخالف ہیں اب ہم دونوں اپنے اپنے ضمیر کے مطابق کام کرنے کے لئے آزاد ہیں۔

مولانا عبد الباری صاحب کو علی برادران اپنا روحانی رہنما قرار دیتے تھے۔ مگر اب انہیں جواب دے رہے ہیں۔

شملہ ۲۵ ستمبر بھائی پھیرو سے ایک خطرناک قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ ۲۰ ستمبر کو کندن سنگھ ترکھان نے بھائی پھیرو کے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ لکھوائی۔ کہ شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا بھائی جھنڈا سنگھ جسے گوردوارہ کے اندر بلایا گیا۔ اور جس پر اکالی ننگی تلواروں کا پہرہ دیتے تھے قتل کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے اکالی لڑکوں کو زدوکوب کا انتقام لینا تھا۔ ۲۲ تاریخ کو مینیجر گوردوارہ نے اسی اسٹیشن میں یہ رپورٹ لکھوائی۔ کہ جھنڈا سنگھ کو سات اکالی قتل کر کے اس کی لاش اپنے ساتھ لے بھاگے ہیں۔ گاؤں میں اکالیوں کے خلاف سنسنی پھیلی ہوئی ہے جھنڈا سنگھ پر ایک اکالی لڑکے سے اغلام کرنے کا الزام لگایا جاتا تھا۔

بمبئی ۲۴ ستمبر۔ کپڑے کے ۸۲ کارخانوں میں سے ۱۲ ہڑتال میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ مگر اب صرف تین کارخانے ایسے رہ گئے جو کام کر رہے ہیں۔ ہڑتالیوں میں سے بعض کا رویہ متشددانہ ہو رہا ہے۔

پرنیا میں عورتوں کا ہسپتال قائم کرنے کے لئے ایک شخص نے پچاس ہزار روپیہ دان دیا۔

پٹنہ ۲۳ ستمبر۔ خلافت ڈسٹرکٹ کانفرنس پٹنہ کے اجلاس میں صدارتی خطبہ کے دوران میں مولوی شوکت علی نے کہا۔ کہ خلافت فنڈ سے اکتالیس لاکھ روپیہ انگورہ کو بھیجا گیا۔

دہلی ۲۵ ستمبر۔ چوہدری نوٹن سنگھ جس نے دہلی کے گذشتہ ہندو مسلم فسادات میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ آج صبح باڑہ ہندو راؤ کے قریب ایک کھیت میں زخمی پڑا پایا گیا۔ اس کی حالت نازک بتلائی جاتی ہے۔

شملہ میں جو بم پھٹا تھا۔ اس سے گورکھا پلٹن میں بہت جوش پھیلا ہوا ہے۔ اس پلٹن کو شملہ سے دوسرے مقام پر تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

حکومت جرمنی اور قیصر ولیم کے خاندان کے درمیان وسیع جائداد کے متعلق جو ایک مقدمہ چلا آتا تھا۔ اس میں حکومت کو شکست ہوئی۔ چونکہ حکومت کو گیارہ ہزار پونڈ فیس بیرسٹری کو دینی پڑی۔ اس لئے وزیر مال نے فیصلہ کیا۔ کہ باہمی راضی نامہ کر کے مزید مقدمہ کے اخراجات نہ اٹھائے جائیں۔

لنڈن ۲۳ ستمبر۔ ڈاکٹر نینسن ترکی اور عراقی سرحد پر عیسائیوں کے اخراج کے متعلق جمعیۃ اقوام کے کمشنر کی حیثیت سے تحقیقات کرے گا۔

پیرس ۲۴ ستمبر۔ دمشق کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ جنرل گیملن کی فوج سویدہ میں داخل ہو گئی ہے۔ اس نے رات کو طلبا دیو کے جنوب میں سخت مزاحمت کے بعد قبضہ کر لیا اور اب دروزی پسپا ہو رہے ہیں۔